

AL-AẒVĀ الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 34, Issue, 51 , 2019
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan

مسلم حکومت میں غیر مسلموں پر عائد شرائط (الشروط العمریّۃ؛ شریعت اور تاریخ کے آئینے میں)

Legal Status of Non-Muslims in a Muslim State in the Light of "al-Shurūṭ al-'Umariyyah"

حافظ حسن مدنی*

Abstract:

It is a well-known fact that Islām forbids Muslims to resemble non-Muslims but quite a few are aware that Islām also forbids non-Muslims to resemble Muslims in their social and religious construct. In this regard, the most important legal and historical document scribed during the time of the rightly guided caliphate (al-Khilāfah al-Rāshidah) was "al-Shurūṭ al-'Umarīyah" which also happened to acquire the consensus of the Companions of the Prophet. This document was scribed based upon numerous Prophetic traditions and legal rulings implemented by the Prophet SAW in his time. Conditions scribed in the aforementioned document regulates both; Muslims and non-Muslims alike to avoid resembling each other. The treatise in view details the textual evidences, interpretations and the application of these regulations in the Islamic World.

Key Words :al-Shurūṭ al-'Umariyyah, Non-Muslim Minorities, Sharī'ah Law

اسلام کا یہ تقاضا ہے کہ مسلمان اور غیر مسلم دونوں عبادات کی طرح سماجی اطوار میں بھی ایک دوسرے کی مشابہت سے گریز کریں۔ اسلام اپنی مرضی سے کوئی بھی عقیدہ اختیار کرنے پر جبر کا تو قائل نہیں، لیکن کسی شخص کو غیر عقیدہ کے اپنے اوپر اظہار سے منع کرتا ہے کیونکہ یہ مغالطہ آرائی ہے جو دوسروں کو اُلجھن میں ڈالتی ہے۔ جو شخص جس عقیدہ کا حامل ہو، اس کی زبان کے ساتھ وجود اور عادات سے بھی واضح ہونا چاہیے کہ وہ کس مذہب یا کمیونٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں کی مشابہت کا ممنوع ہونا تو ایک معروف دینی مسئلہ ہے، جس کے بہت سے دلائل ہیں، لیکن غیر مسلموں کے لئے مسلم معاشروں میں اسلامی علامات اور مشابہت سے گریز کرنا بھی شریعت کا تقاضا ہے۔ اس سلسلے کی اہم ترین شرعی اور تاریخی دستاویز خلافتِ راشدہ میں اجماع صحابہ سے طے پانے والی 'شروط عمریہ' ہیں، جن کی بنیاد دراصل بہت سی احادیث نبویہ اور شرعی احکام ہیں۔ ان شرائط میں غیر مسلموں کو دو در جن کے قریب مشابہتوں سے روکا گیا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اس دستاویز کے کتبِ حدیث و فقہ سے متون، اس کی روایات کی تحقیق و تخریج

* اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

اوراسلامی ادوار میں ان کے نفاذ کی تفصیلات کو پیش کیا گیاہے۔

خلافتِ راشدہ کے آغاز میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو سیدنا عمر بن خطابؓ کے زیر نگرانی بہت سے نئے مفتوحہ علاقوں میں نئے معاہدے کئے گئے۔ ان پر صحابہ کرامؓ سے رہنمائی حاصل کر کے ان کی مشاورت سے اسلامی تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے، شرعی مصالح کے پیش نظر بہت سے قوانین متعین کئے گئے۔ چنانچہ 16ھ میں اہل شام پر اسلامی افواج جب غالب آئیں تو وہاں کے باشندوں نے اپنے طور پر بعض شرائط کی پابندی کی پیش کش کی، جس کو عساکر کے سالار سیدنا عبد الرحمن بن غنمؓ[1] نے سیدنا عمر کے پاس منظوری کے لئے بھیجا۔ سیدنا عمر نے ان شرائط پر صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور بعض شرائط میں ترمیم کے ساتھ، ان کو دوبارہ اہل شام میں بھیجا، جن تراميم کو اُنہوں نے منظور کرلیا۔ ان شرائط کی منظوری میں صحابہ کرام سے پوری طرح مشاورت ہوئی اور آخر یہ شرائط اجماعِ صحابہ سے منظور ہو گئیں۔ جن کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مسلمان اور غیر مسلم دونوں ملتیں اپنی عادات اور شعائر میں باہمی امتیاز کو قائم کریں اور ایک دوسرے سے سماجی اختلاط سے بچنے کی کوشش کریں۔

الشروطِ العمریہ اور عہدِ عمریہ:

انہی سالوں میں جنگِ یرموک (15ھ) کے بعد سیدنا عمر بن خطابؓ بیت المقدس بھی تشریف لے گئے، جہاں اُنہوں نے بیت المقدس (ایلیا) کے باشندوں سے بھی معاہدہ کیا، جو عہدِ عمریہ (العهدة العمرية / العهد العمري) کہلاتا ہے [2]۔ یہ عہد عمریہ نہ صرف بیت المقدس میں جبل زیتون کی قریبی مسجد عمرؓ (كنيسة القيامة کے قریب) کے باہر آج بھی کندہ ہے، بلکہ تاریخ کی مستند کتابوں مثلاً تاریخ طبری اور تاریخ یعقوبی [3] اور البدایہ والنہایہ از حافظ ابن کثیر میں اس کا تذکرہ ملتاہے۔ اس کا متن ابن بطریق اور ابن الجوزی نے بیان کیاہے۔

عہد عمریہ اور شروطِ عمریہ میں فرق ہے، اوّل الذکر بیت المقدس کے باشندوں سے ہوا، جبکہ شروطِ عمریہ اہل شام کے باقی علاقوں سے ہوئیں۔

عہدِ عمریہ اور شروط عمریہ میں کوئی ٹکراؤ نہیں بلکہ عہد عمریہ میں اجمال واختصار ہے، جبکہ شروطِ عمریہ دو درجن کے قریب شرائط پر مشتمل ہیں، اور ان میں کافی تفصیل ہے۔

عہدِ عمریہ سیدنا عمر نے خود 15ھ میں کیا ہے، جب بطریرک صفری نیوس نے اُنہیں چابیاں دینے کے لئے بلایا تھا۔ جبکہ شروطِ عمریہ کی پیش کش اہل شام نے سیدنا عبد الرحمٰن بن غنم کے توسط سے 16ھ میں کی ہے اور مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے سیدنا عمر نے صحابہ کرام کی مشاورت سے اس میں بعض اصلاحات کر کے ان کو اہل شام کو منظوری کے لئے بھیجا ہے۔

دونوں کی اسانید اور خصوصیات میں مزید فرق بھی ہیں۔ بعض لوگ عہد عمریہ کو تو مستند مانتے ہیں، لیکن شروط عمریہ کے ثبوت پر شبہات پیدا کرتے ہیں۔ جبکہ شروط عمریہ کا متن کتبِ حدیث میں آتا ہے، اور سب سے پہلا متن مسند احمد اور اس کے بعد سنن بیہقی میں موجود ہے۔ چونکہ اردو زبان میں اس بارے میں کوئی مضمون یا کتاب راقم کی نظر سے

نہیں گزری، جبکہ یہ خیر القرون اور اسلامی ادوار کی ایک مستند و مسلّمہ اور اہم دستاویز ہے، اس بناپر اولین مرحلہ میں اس کے عربی متن، اس کی سندی و شرعی حیثیت، اور تاریخ اسلامی میں اس کے وجود کو متعدد عربی مستند کتب سے تفصیلاً پیش کیاجارہاہے۔

شروطِ عمریہ کی موجودہ دور میں اہمیت و معنویت:

مقالے کے آخری حصّے میں مسلمانوں اور غیر مسلموں، دونوں کے مابین امتیاز و تشخص قائم رہنے کی حکمتوں پر مفصل بات کی گئی ہے، تاہم مسلم معاشرے میں دونوں کے مابین شرعی احکام میں فرق ہونے کی بناپر اس کی غیر معمولی اہمیت ہے۔ دیگر غیر مسلموں سے قطع نظر، ہمارے دور میں قادیانیت کے نمودار ہونے کے بعد ان امتیازات کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ کیونکہ باقی غیر مسلم تو اسلام کا دعویٰ نہیں کرتے، اور اسلامی شعائر وعلامات کو استعمال نہیں کرتے جبکہ قادیانی نہ صرف اسلام کا نام، کلمہ، نبی اسلام محمد ﷺ کے نام، صحابہ وازواج مطہرات کے القاب، بلکہ جملہ اسلامی شعائر کو اپنے مذہب کے لئے استعمال کرتے ہیں، جبکہ سید المرسلین ﷺ کے اسم گرامی 'محمد' کو بول کر اس سے مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت مراد لیتے ہیں۔ اس طرح وہ اسلام اور مسلمانوں میں ناجائز طور پر شامل ہونا چاہتے ہیں۔ جبکہ اُنہوں نے ختم نبوت کا انکار کر دیا تو ان کا دین اسلام کی بجائے ایک مستقل دین بن گیاہے۔ قادیانی مسلمانوں کو کافر اور اسلام کی تمام عظمتیں ہتھیا کر اپنے آپ کو مسلمان باور کراتے ہیں۔ جب ان کے بارے میں دستور و قانون کو بھی منظور کیا جاتا ہے، اور اجماعِ اُمت سے انہیں کافر قرار دیا جاتا ہے، تب بھی اس کو تسلیم کرنے کی بجائے دھوکہ دہی سے مسلمانوں میں گھسے رہناہی چاہتے ہیں۔ ایسے حالات میں شروطِ عمریہ جیسی شرائط وہ شرعی بنیاد فراہم کرتی ہے، کہ قادیانی جیسے غیر مسلموں کو اسلامی شعائر استعمال کرنے سے ہر حال میں روکنا شریعت کا تقاضاہے، جس پر صحابہ کرام کے اجماع کی بناپر، ٹھوس شرعی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

پاکستان میں مسلم اور غیر مسلم کے مابین اسی فرق وامتیاز کو قائم کرنے کے لئے قادیانیوں کے لئے درج ذیل اسلامی اصطلاحات کا استعمال ممنوع اور باعثِ سزا قرار پایا، چنانچہ 1984ء میں قانون امتناع آرڈیننس کے ذریعے مجموعہ تعزیرات پاکستان میں درج ذیل جرائم اور ان کی سزاؤں کا اضافہ کیا گیا:

"298بی: بعض مقدس شخصیات یامقامات کے لئے مخصوص القاب، اوصاف یاخطابات وغیرہ کاناجائز استعمال:

(ا) قادیانی گروپ یالاہوری گروپ (جو خود کو 'احمدی' یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یامرئی نقوش کے ذریعے۔

(الف) محمد ﷺ کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین، خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یاکے طور پر منسوب کرے یامخاطب کرے۔

(ب) حضرت محمد ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو اُمّ المومنین کے طور پر منسوب کرے یا

مخاطب کرے۔

(ج) حضرت محمد ﷺ کے خاندان (اہل بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے یا۔

(د) اپنی عبادت گاہ کو 'مسجد' کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔

تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہو گا۔

(ھ) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود 'احمدی' یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری، یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لئے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہو گا۔

298سی: قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے: قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود 'احمدی' یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کی مذہبی احساسات کو مجروح کرے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہو گا۔"[4]

اس دھوکہ دہی اور اسلام میں مداخلت کو روکنے کے لئے سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے فیصلہ میں یہ قرار دیا کہ
"قادیانی حکمتِ عملی اس سوداگر کے فراڈ سے گہری مماثلت رکھتی ہے جو اپنے گھٹیا سامان کو ایک شہرت یافتہ فرم کا اعلیٰ قسم کا معروف سامان ظاہر کر کے چلتا کرتا ہے۔ قادیانی یہ تسلیم کر لیں کہ ان کی تبلیغ اسلام کے لئے نہیں بلکہ کسی اور مذہب کی طرف ہے تو بے خبر مسلمان بھی اپنے ایمان کو چھوڑ کر کفر قبول کرنے سے نفرت کریں گے، بلکہ اُلٹا قادیانیوں کے دلوں سے احمدیت کا طلسم ٹوٹ جائے گا۔ اگر قادیانی آئینی دفعات کی پابندی کرتے تو اس (امتناع قادیانیت) آرڈیننس کے نفاذ کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔"[5]

اور اس سے قبل لاہور ہائیکورٹ بھی اپنے فیصلے میں ایسے ہی ریمارکس دے چکا ہے۔[6]

بعد ازاں جولائی 2018ء میں اسلام آباد ہائی کورٹ کے محترم جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے بھی اپنے تاریخی فیصلہ میں امتناع قادیانیت کے قانون کی مزید وضاحت کرتے ہوئے، درج ذیل اقدامات لازمی قرار دیے ہیں (یاد رہے کہ اسی کیس میں بطور عدالتی معاون راقم نے شروطِ عمریہ کی تفصیلات کو عدالت عالیہ کے سامنے بطور ایک مستند شرعی

بنیاد، واضح کیا تھا):

"اہم سرکاری/شناختی دستاویزات، اور تمام سرکاری محکموں میں تقرری سے قبل ختم نبوت کا حلف نامہ ضروری ہے۔ نیز قومی ادارہ شناخت 'نادرا' میں مذہبی کوائف میں ترمیم کو محدود کیا جائے۔ اور ریاست شہریوں کو اپنی شناخت چھپانے سے روکتے ہوئے، ایسا قانون لائے جس میں ان کا مذہبی تشخص متعین ہو سکے، کیونکہ پاکستان کے بہت سے قوانین مذہبی تشخص کی بناپر شہری حقوق و فرائض میں امتیاز کرتے ہیں۔" مختصراً[7]

☆ پاکستان جیسے ملک میں یہودی اور عیسائیوں کے لئے اس طرح کے امتیاز کی ضرورت شاید قدرے کم ہو، جتنی یہ ضرورت قادیانیوں کے بارے میں ہے کیونکہ عیسائی یہودی نہ تو اسلام کا نام استعمال کر کے مسلمانوں میں داخل ہونے کی کوشش کرتے اور ان کے سماجی و شہری حقوق میں دخل اندازی کرتے ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کو سنگین گالیاں دے کر ان کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ مسلمانوں کے شعائر و علامات پر قبضہ جما کر ان کو منسوخ دین بتا کر اپنی مذہبی دکان چمکانا چاہتے ہیں۔ اس لئے قادیانیوں کے مغالطوں سے بچنے کے لئے یہ شروط عمریہ انتہائی اہمیت رکھتی ہیں۔

☆ شروطِ عمریہ کی مثال فی زمانہ یورپ کے اکثر ممالک میں حجاب اور مساجد کے میناروں پر لگائی جانے والی پابندی سے دی جاسکتی ہے۔ تاہم اسلام نے زیادہ متوازن اور معتدل بنیاد پر غیر مسلموں پر شرائط لاگو کی ہیں کہ غیر مسلموں کے لئے اپنے شعائر و علامات پر عمل کرنا جائز تو ہے، لیکن مسلمانوں کے علاقے، بازار اور ایسے مقامات جہاں مغالطے کا خوف ہو، تو وہاں اس دھوکے کے احتمال کا سدباب کیا جائے۔ جب کہ اہل یورپ اس کی وجہ یوں پیش کرتے ہیں:

"ہم بعض لوگوں کو اس کی اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ کھلم کھلا اپنے ہدایت یافتہ ہونے کا اظہار کریں۔"[(8)]

تو اہل مغرب کی یہ توجیہ، دراصل دھوکہ دہی سے بڑھ کر ان کے داخلی خوف کی غماز ہے، جو انہیں ایک ہدایت یافتہ اور کامل نظام حیات 'اسلام' سے ہمہ وقت لاحق ہے۔ نیز شروطِ عمریہ جیسے مذہبی ضوابط کا مسلمانوں کے ہاں تو جواز اور ضرورت سمجھ میں آتی ہے کیونکہ اسلام سمیت تمام مذاہب نے مذہب کی بناپر ہی معاشرے کی اجتماعیت کو قائم کیا اور اسی بناپر سیاسی نظام بھی پیش کیا ہے۔ اسلام ایک نظریاتی حکومت اور معاشرت کا داعی ہے جیسا کہ دارالاسلام اور دار الحرب یا دار الکفر کی اصطلاحات اس کی غمازی کرتی ہیں۔

جبکہ اہل یورپ مذہب کو سیاست و اجتماعیت میں نظر انداز کر کے، کثیر المذہبی معاشرے کے داعی ہیں۔ اہل مغرب کا سیاسی نظریہ مذہب کی بجائے وطن اور علاقہ، یعنی وطنیت کی بناپر قائم ہوتا ہے۔ وہ معاشرے میں مذہب کی بناپر کسی امتیاز کے قائل نہیں، بلکہ اس کے مخالف ہیں، اور تمام شہریوں/ایک وطن کے باسیوں کے برابر حقوق کے داعی ہیں۔ پھر بھی اگر وہ مذہبی امتیاز قائم کریں تو گویا اپنے سیکولرزم پر قائم نظریۂ ریاست کے برخلاف ان کا یہ اقدام، ان کی فکری اساسات سے متصادم ہے۔ ان وجوہ کی بناپر یورپی معاشروں میں مسلمانوں کے شعائر پر پابندی بلاجواز اور درحقیقت مغربی نظریات کی اپنے گھر سے شکست وریخت کے مترادف ہے۔

فہم شریعت میں سیدنا عمر بن خطابؓ کا مقام:

اس موضوع پر آگے بڑھنے سے قبل یہ واضح کرنا مناسب ہے کہ سیدنا عمر فاروق کا صحابہ کرامؓ میں کیا مقام تھا، ان کی سیاسی اصلاحات کی دین میں کیا حیثیت ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں امت کو کیا ہدایت دی ہے۔

a سیدنا عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي مِنْ أَصْحَابِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ»[9]

"تم ان دونوں کی پیروی کرو جو میرے اصحاب میں سے میرے بعد ہوں گے یعنی ابو بکر و عمر کی..."

امام ابن ابی العز الحنفی لکھتے ہیں:

وَتَرْتِيبُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ فِي الْفَضْلِ، كَتَرْتِيبِهِمْ فِي الْخِلَافَةِ، وَلِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنَ الْمَزِيَّةِ: أَنَّ النَّبِيَّ □ أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ، وَلَمْ يَأْمُرْنَا بالاقْتِدَاءِ فِي الْأَفْعَالِ إِلَّا بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: «اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي: أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ»، وَفَرْقٌ بَيْنَ اتِّبَاعِ سُنَّتِهِمُ وَالِاقْتِدَاءِ بِهِم ، فَحَالُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَوْقَ حَالِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ... [10]

"خلفاے راشدین کی فضیلت میں بھی وہی ترتیب ہے جو ان کی خلافت کی ترتیب (زمانی) ہے۔ اور سیدنا ابو بکر و عمر کو کچھ مزید امتیاز بھی حاصل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خلفاے راشدین کی سنت کی اتباع کا حکم دیا ہے، لیکن سیدنا ابو بکر و عمر کے افعال کی اقتدا کا بھی پابند کیا ہے۔ تو فرمایا: میرے بعد آنے والے دو صحابہ کی اقتدا کرو: ابو بکر و عمر۔ اور ان کی سنت کی اتباع اور اقتدا میں فرق ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو بکر و عمر کا سیدنا عثمان و علی سے (اقتدا و فضیلت) میں مقام بلند ہے۔"

b سیدنا عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ»(11)

"اور تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے، تو میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرنا، اسے ڈاڑھوں سے سے پکڑ کر رکھنا، (اس پر مضبوطی سے قائم رہنا)۔"

جب نبی مکرم ﷺ نے خلفاے راشدینؓ کی اتباع کا لفظ بولا تو اس سے خلافت یعنی سیاسہ شرعیہ (اجتماعی مصالح) پر مبنی اقدامات میں ان کی اتباع مراد ہے، کیونکہ اس باب میں ہی خلفاے راشدین کو باقی صحابہ پر امتیاز حاصل ہے۔ اور جن احادیث میں نبی کریم ﷺ نے اس فرقہ ناجیہ کے طور پر اپنے اور صحابہ کرام کے منہاج کی بات کی ہے تو اس سے بھی صحابہ کرام کا اسلام پر عمل کرنے کا اجتماعی رویہ مراد ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ انفرادی و اجتماعی ہدایات دیا کرتے اور صحابہ اس پر ہر طرح سے عمل پیرا ہوتے۔ تو اس لحاظ سے صحابہ کرام کے معاشرے یعنی خیر القرون کو باقی معاشروں پر

فوقیت حاصل ہے کہ ان میں جاری ہونے والے اجتماعی رویے اسلام کی درست ترجمانی کرتے ہیں۔

c سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ». وقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ ـ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ، فِيهِ شَكَّ خَارِجَةُ ـ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ[12]

"اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان و دل پر حق کو جاری فرمادیا ہے۔ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں: کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا جس میں لوگوں نے اپنی رائیں پیش کیں ہوں اور عمر بن خطاب نے (راوی خارجہ کو شک ہو گیا ہے) بھی رائے دی ہو۔ مگر قرآن اس واقعہ سے متعلق عمرؓ کی اپنی رائے کے موافق نہ اُترا ہو۔"

نبی کریم ﷺ کے اسی فرمان کی بنا پر سیدنا عمر بن عبد العزیز نے مالِ فے کے انہی مصارف کو اختیار کیا جو سیدنا عمر نے اپنے عہد میں طے کر دیے تھے، اور مسلمانوں نے بھی اس کو ہی عدل پر مبنی پایا تھا۔ اور وہ یہ تھے کہ مالِ فے صرف مسلمانوں کو ملے گا، اہل ذمّہ کو نہیں، جن کا خمس یا غنیمت میں بھی کوئی حصہ نہیں[13]۔ اسی طرح سیدنا عمر بن عبد العزیز نے شروطِ عمریہ کے بارے میں بھی وہی موقف اختیار کیا ہے جو سیدنا عمر بن خطاب نے صحابہ کرام کے اجماع سے طے کر دیا تھا، تفصیل آگے آرہی ہے۔

شروطِ عمریہ اور احادیث و آثار:

شروطِ عمریہ کی تفصیلات مختلف ذرائع سے ملتی ہیں۔ خیر القرون کی ایک اہم دستاویز ہونے کے ناطے یہ شرائط کتبِ حدیث میں بھی ہیں، اور کتب تاریخ میں بھی۔ اور اہم فقہی احکام کی حامل ہونے کی بنا پر فقہی کتب میں بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے، جیسا کہ اس کی تفصیلات آرہی ہیں۔

شروطِ عمریہ کتبِ حدیث میں مختلف اسناد کے ساتھ ملتی ہیں، جن میں بعض مجمل ہیں اور بعض مفصل، بعض کی اسناد میں کوئی علت اور بعض صحیح السند۔ بعض روایات میں شروطِ عمریہ سیدنا عمر سے ثابت ہوتی ہیں اور بعض میں سیدنا عمر بن عبد العزیز اور دیگر خلفاے اسلام سے۔ ملاحظہ فرمائیں:

a عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل (م290ھ) فرماتے ہیں کہ بلادِ شام کے گورنر، صحابی عبد الرحمٰن بن غنمؓ سے مروی ہے کہ

كَتَبَ أَهْلُ الْجَزِيرَةِ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ: إِنَّا حِينَ قَدِمْتَ بِلادَنَا طَلَبْنَا إِلَيْكَ الْأَمَانَ لِأَنْفُسِنَا وَأَهْلِ مِلَّتِنَا، عَلَى أَنَّا شَرَطْنَا لَكَ عَلَى أَنْفُسِنَا (1) أَنْ لا نُحْدِثَ فِي مَدِينَتِنَا كَنِيسَةً ولا فيما حولها ديرًا، ولا قلاية (بناء كالدير)، ولا صومعة راهب، (2) ولا نجدد ما خرب من كنائسنا، ولا ما كان منها في خطط المسلمين، (3)وأن لا نمنع كنائسنا من المسلمين أن ينزلوها في الليل والنهار، وأن نوسع أبوابها للمارة وابن السبيل، (4)ولا نؤوي فيها ولا في منازلنا جاسوسًا، وألا نكتم غشا للمسلمين، (5)وَأَلَّا نَضْرِبَ بَنَوَاقِيسِنَا

إِلَّا ضَرْبًا خَفِيًّا فِي جَوْفِ كَنَائِسِنَا، وَلَا نُظْهِرَ عَلَيْهَا صَلِيبًا، وَلَا تُرْفَعَ أَصْوَاتُنَا فِي الصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَاءَةِ فِي كَنَائِسِنَا فِيمَا يَحْضُرُهُ الْمُسْلِمُونَ، (6) وَأَلَّا نُخْرِجَ صَلِيبًا وَلَا كِتَابًا فِي سُوقِ الْمُسْلِمِينَ، وَأَلَّا نُخْرِجَ بَاعُوثًا ـ قَالَ: وَالْبَاعُوثُ يَجْتَمِعُونَ كَمَا يَخْرُجُ الْمُسْلِمُونَ يَوْمَ الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ ـ وَلَا شَعَانِينَ، (7) وَلَا نَرْفَعَ أَصْوَاتَنَا مَعَ مَوْتَانَا، وَلَا نُظْهِرَ النِّيرَانَ مَعَهُمْ فِي أَسْوَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَأَلَّا نُجَاوِرَهُمْ بِالْخَنَازِيرِ وَلَا بِبَيْعِ الْخُمُورِ، وَلَا نُظْهِرَ شِرْكًا، (8) وَلَا نُرَغِّبَ فِي دِينِنَا وَلَا نَدْعُوَ إِلَيْهِ أَحَدًا، (9)وَلَا نَتَّخِذَ شَيْئًا مِنَ الرَّقِيقِ الَّذِي جَرَتْ عَلَيْهِ سِهَامُ الْمُسْلِمِينَ، (10) وَأَلَّا نَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَقْرِبَائِنَا أَرَادُوا الدُّخُولَ فِي الْإِسْلَامِ، (11) وَأَنْ نَلْزَمَ زِيَّنَا حَيْثُمَا كُنَّا، وَأَلَّا نَتَشَبَّهَ بِالْمُسْلِمِينَ فِي لُبْسِ قَلَنْسُوَةٍ وَلَا عِمَامَةٍ وَلَا نَعْلَيْنِ وَلَا فَرْقِ شَعْرٍ وَلَا فِي مَرَاكِبِهِمْ، وَلَا نَتَكَلَّمَ بِكَلَامِهِمْ وَأَنْ لا نَتَكَنَّى بِكُنَاهُمْ، (12) وَأَنْ نَجُزَّ مَقَادِمَ رُءُوسِنَا، وَلَا نَفْرُقَ نَوَاصِيَنَا، وَنَشُدَّ الزَّنَانِيرَ عَلَى أَوْسَاطِنَا، وَلَا نَنْقُشَ خَوَاتِمَنَا بِالْعَرَبِيَّةِ، وَلَا نَرْكَبَ السُّرُوجَ، وَلَا نَتَّخِذَ شَيْئًا مِنَ السِّلَاحِ وَلَا نَحْمِلَهُ وَلَا نَتَقَلَّدَ السُّيُوفَ، (13)وَأَنْ نُوَقِّرَ الْمُسْلِمِينَ فِي مَجَالِسِهِمْ وَنُرْشِدَهُمُ الطَّرِيقَ وَنَقُومَ لَهُمْ عَنِ الْمَجَالِسِ إِنْ أَرَادُوا الْجُلُوسَ، وَلَا نَطَّلِعَ عَلَيْهِمْ فِي مَنَازِلِهِمْ، (14) وَلَا نُعَلِّمَ أَوْلَادَنَا الْقُرْآنَ، (15)وَلَا يُشَارِكَ أَحَدٌ مِنَّا مُسْلِمًا فِي تِجَارَةٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ إِلَى الْمُسْلِمِ أَمْرُ التِّجَارَةِ، (16)وأن نضيف كل مسلم عابر سبيل ثلاثة أيامٍ، ونطعمه من أوسط ما نجد. ضَمِنَّا لَكَ ذَلِكَ عَلَى أَنْفُسِنَا وَذَرَارِيِّنَا وَأَزْوَاجِنَا وَمَسَاكِنِنَا، وَإِنْ نَحْنُ غَيَّرْنَا، أَوْ خَالَفْنَا عَمَّا شَرَطْنَا عَلَى أَنْفُسِنَا، وَقَبِلْنَا الْأَمَانَ عَلَيْهِ فَلا ذِمَّةَ لَنَا، وَقَدْ حَلَّ لَكَ مِنَّا مَا يَحِلُّ لِأَهْلِ الْمُعَانَدَةِ وَالشِّقَاقِ. فَكَتَبَ بِذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنْمٍ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: أَنْ أَمْضِ لَهُمْ مَا سَأَلُوا، وَأَلْحِقْ فِيهِ حَرْفَيْنِ اشْتَرِطْهَا عَلَيْهِمْ مَعَ مَا شَرَطُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ: (17)أَنْ لا يَشْتَرُوا مِنْ سَبَايَانَا شَيْئًا، (18)وَمَنْ ضَرَبَ مُسْلِمًا عَمْدًا فَقَدْ خَلَعَ عَهْدَهُ. فأنفذ عبد الرحمن بن غنم ذلك، وأقر من أقام من الروم فِي مدائن الشام عَلَى هذا الشرط.[14]

"اہل جزیرہ نے عبد الرحمن بن غنم کو لکھا کہ جب آپ ہمارے علاقوں پر فاتح ہوگئے تو ہم اپنے اور اپنے مذہب والوں کے لئے آپ سے ان شرطوں پر امان مانگتے ہیں کہ (1) ہم اپنے لئے لازمی کرتے ہیں کہ ہم اپنے شہروں اور ان کے گرد ونواح میں کوئی نیا گرجا، بلند گرجا، راہب کا معبد خانہ[15] نہیں بنائیں گے اور (2) اپنے خراب شدہ کنیساؤں کی تجدید نہیں کریں گے، نہ ہی ان کنیساؤں کی جو مسلمانوں کے علاقوں میں ہیں۔ (3) اور اپنے کنیساؤں میں مسلمانوں کو رات یا دن کے کسی حصے میں قیام سے نہیں روکیں گے۔ اور راہ گزروں، اور مسافروں کے لئے ان کے دروازے کشادہ کریں گے۔ (4) اور ان کنیساؤں یا اپنے گھروں میں کسی جاسوس کو ٹھکانہ نہیں

دیں گے۔ مسلمانوں سے دھوکہ کرتے ہوئے کسی کو نہیں چھپائیں گے۔(5)اور یہ کہ ہم اپنے ناقوس اس سے زیادہ بلند نہ کریں گے کہ ان کی آواز کنیسہ کے اندر ہی سنائی دے۔ اور ہم صلیب کو نمایاں نہیں کریں گے۔ اور اپنی نماز یا انجیل پڑھتے ہوئے ہماری آوازیں مسلمانوں تک نہیں پہنچیں گی۔(6)اور ہم صلیب یا کوئی جتھہ مسلمانوں کے بازار میں نہیں نکالیں گے۔ اور باعُوث بھی نہیں نکالیں گے، باعوث عیسائیوں کے ایسے اجتماع کو کہتے ہیں جیسا کہ مسلمان عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو کھلے میدان مین جمع ہوتے ہیں۔ شعانین (باعوث سے ملتا جلتا تہوار) نہیں نکالیں گے۔(7) اور اپنے مردوں کے ساتھ مسلمانوں کے بازار میں آوازیں اور آگ کو بلند نہیں کریں گے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ خنزیروں کو نہیں رکھیں گے اور نہ شراب فروخت کریں گے۔ اور نہ اپنے شرک کو نمایاں کریں گے۔ (8) اپنے دین کی ترغیب اور دوسروں کو اس کی دعوت نہیں دیں گے۔(9) اس غلام کے کے حصے سے دستبردار ہو جائیں گے جس میں مسلمانوں کا بھی حصہ ہو۔(10) اپنے اقربا کو اسلام قبول کرنے سے نہیں روکیں گے، اگر وہ اسلام لانا چاہیں۔(11) اور جہاں بھی ہوں، اپنے اطوار وعادات پر کاربند رہیں گے۔ اور ہم مسلمانوں کے لباس، ٹوپی، عمامہ، جوتے، بال سنوارنے میں ان کی مشابہت نہیں کریں گے۔ ان کے طرز تکلم کو اختیار نہ کریں گے، ان جیسی کنیّتیں نہ رکھیں گے۔(12) اپنی پیشانی کے بال کٹوائیں گے، اور (مسلمانوں کی طرح) مانگ نہ نکالیں گے اور اپنی کمر میں پٹی باندھیں گے۔ اپنی انگوٹھیوں پر عربی نقش نہیں بنوائیں گے، اور گھوڑے پر (مسلمانوں جیسی) زین نہ رکھیں گے۔ کوئی اسلحہ نہ رکھیں گے، نہ لے کر چلیں گے اور نہ ہی تلوار لٹکائیں گے۔(13) نشستوں میں مسلمانوں کی عزت افزائی کریں گے اور ان کو راستہ بتائیں گے۔ اگر وہ بیٹھنا چاہیں تو اپنی نشستوں سے اٹھ جائیں گے۔ ان کے گھروں میں نہیں جھانکیں گے۔(14) اپنی اولاد کو قرآن نہیں پڑھائیں گے۔(15) اور ہم میں کوئی مسلمان سے شراکتی کاروبار کرے تو اس میں مسلمان فیصلہ کن، بالاتر ہو گا۔(16) اور ہر مسلمان مسافر کی تین روز تک مہمان نوازی کریں گے، اور بقدر طاقت اوسط درجے کا کھانا اسے کھلائیں گے۔ ہم مسلمانوں کے ساتھ ان شرائط میں اپنے آپ، اپنی اولاد، اپنی بیویوں اور اپنے گھروں کو ضامن بناتے ہیں۔ اگر ہم نے ان میں کوئی تبدیلی کی یا طے شدہ شرطوں اور جن پر ہم نے امان لی ہے، ان کی مخالفت کی تو ہمارا مسلمانوں پر کوئی ذمہ نہیں۔ اور آپ کے لئے ہمارے ساتھ وہ سلوک جائز ہے جو لڑائی اور اختلاف والوں سے جائز ہوتا ہے۔ یہ شرطیں عبد الرحمٰن بن غنم نے سیدنا عمر کو لکھ بھیجیں تو سیدنا عمر بن خطاب نے جواب دیا کہ جو وہ مانگ رہے ہیں، وہ اُنہیں دے دو اور ان کی اپنے اوپر قائم کردہ شرائط پر دو شرطوں کا اضافہ کر دو کہ (17) ہمارے قیدیوں سے کچھ نہیں خریدیں گے، اور (18) جس نے کسی مسلمان کو عمداً مارا پیٹا تو اس کا عہد ختم۔ سو عبد الرحمٰن بن غنم نے (16ھ میں) ان شرطوں کو شامی شہروں میں بسنے والے رومی عیسائیوں پر نافذ کر دیا۔"

اس متن کو نامور محدث وفقیہ امام ابو بکر خلال (311ھ) نے اپنی کتاب أحكام أهل الملل (جو بیس جلدوں پر محیط

الجامع لمسائل الامام احمد بن حنبل کا حصہ ہے) میں عبد اللہ بن احمد بن حنبل کے طریق سے بیان کیا ہے جس کی سند یوں ہے:

فقد روى ابنه عبد الله في زوائده على المسند، فقال: حدثني أبو شرحبيل الحمصي حدثني(عمي) أبو اليمان وأبو المغيرة قالا: أخبرنا إسماعيل بن عياش قال: حدثنا غير واحدٍ من أهل العلم قالوا:...

''عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے مسند احمد کے زوائد میں روایت کیا ہے، کہتے ہیں کہ مجھے ابو شر حبیل حمصی نے بتایا کہ مجھے میرے چچا ابو یمان اور ابو مغیرہ نے بتایا، ان دونوں کو اسماعیل بن عیاش نے کہا کہ مجھے ایک سے زیادہ اہل علم نے روایت کرتے ہوئے کہا:...

b یہی روایت سنن کبریٰ از امام بیہقی (م458ھ) میں بعض الفاظ کے معمولی فرق سے یوں ہے:

كَتَبْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ صَالَحَ أَهْلَ الشَّامِ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا كِتَابٌ لِعَبْدِ اللهِ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ نَصَارَى مَدِينَةِ كَذَا وَكَذَا... وَأَنْ لَا نُؤَمِّنَ فِي كَنَائِسِنَا وَلَا مَنَازِلِنَا جَاسُوسًا وَلَا نَكْتُمَ غِشًّا لِلْمُسْلِمِينَ وَلَا نُعَلِّمَ أَوْلَادَنَا الْقُرْآنَ وَلَا نُظْهِرَ شِرْكًا وَلَا نَدْعُوَ إِلَيْهِ أَحَدًا وَلَا نَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ قَرَابَتِنَا الدُّخُولَ فِي الْإِسْلَامِ إِنْ أَرَادَهُ وَأَنْ نُوَقِّرَ الْمُسْلِمِينَ وَأَنْ نَقُومَ لَهُمْ مِنْ مَجَالِسِنَا إِنْ أَرَادُوا جُلُوسًا وَلَا نَتَشَبَّهَ بِهِمْ فِي شَيْءٍ مِنْ لِبَاسِهِمْ مِنْ قَلَنْسُوَةٍ وَلَا عِمَامَةٍ وَلَا نَعْلَيْنِ وَلَا فَرْقِ شَعَرٍ وَلَا نَتَكَلَّمَ بِكَلَامِهِمْ وَلَا نَتَكَنَّى بِكُنَاهُمْ وَلَا نَرْكَبَ السُّرُوجَ وَلَا نَتَقَلَّدَ السُّيُوفَ وَلَا نَتَّخِذَ شَيْئًا مِنَ السِّلَاحِ وَلَا نَحْمِلَهُ مَعَنَا وَلَا نَنْقُشَ خَوَاتِيمَنَا بِالْعَرَبِيَّةِ وَلَا نَبِيعَ الْخُمُورَ وَأَنْ نَجُزَّ مَقَادِيمَ رُءُوسِنَا وَأَنْ نَلْزَمَ زِيَّنَا حَيْثُ مَا كُنَّا وَأَنْ نَشُدَّ الزَّنَانِيرَ عَلَى أَوْسَاطِنَا وَأَنْ لَا نُظْهِرَ صُلُبَنَا وَكُتُبَنَا فِي شَيْءٍ مِنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ وَلَا أَسْوَاقِهِمْ وَأَنْ لَا نُظْهِرَ الصَّلِيبَ عَلَى كَنَائِسِنَا وَأَنْ لَا نَضْرِبَ بِنَاقُوسٍ فِي كَنَائِسِنَا بَيْنَ حَضْرَةِ الْمُسْلِمِينَ وَأَنْ لَا نُخْرِجَ سَعَانِينًا وَلَا بَاعُونًا وَلَا نَرْفَعَ أَصْوَاتَنَا مَعَ أَمْوَاتِنَا وَلَا نُظْهِرَ النِّيرَانَ مَعَهُمْ فِي شَيْءٍ مِنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ وَلَا نُجَاوِرَهُمْ مَوْتَانَا ... فَلَمَّا أَتَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْكِتَابِ زَادَ فِيهِ: وَأَنْ لَا نَضْرِبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ شَرَطْنَا لَهُمْ ذَلِكَ عَلَى أَنْفُسِنَا وَأَهْلِ مِلَّتِنَا وَقَبِلْنَا مِنْهُمُ الْأَمَانَ فَإِنْ نَحْنُ خَالَفْنَا شَيْئًا مِمَّا شَرَطْنَاهُ لَكُمْ فَضَمِنَّاهُ عَلَى أَنْفُسِنَا فَلَا ذِمَّةَ لَنَا وَقَدْ حَلَّ لَكُمْ مَا يَحِلُّ لَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْمُعَانَدَةِ وَالشَّقَاوَةِ[16]

''میں نے سیدنا عمر کو یہ معاہدہ لکھ بھیجا، جب انہوں نے اہل شام سے صلح کی... بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ اللہ کے بندے عمر بن خطاب کا فلاں فلاں شہروں کے عیسائیوں سے معاہدہ ہے۔ اور یہ کہ اپنے کنیساؤں اور گھروں میں کسی جاسوس کو پناہ نہیں دیں گے۔ اور مسلمانوں کے لئے دل میں بغض و کینہ نہیں رکھیں گے۔(1) اور اپنی اولاد کو قرآن کریم نہیں سکھائیں گے۔(2) شرک کو نمایاں کریں گے نہ اس کی دعوت دیں گے۔ اپنے

اقربا کو ان کی کھلی مرضی سے اسلام قبول کرنے سے نہیں روکیں گے۔ مسلمانوں کی عزت افزائی کریں گے، اگر بیٹھنا چاہیں تو اپنی نشست چھوڑ دیں گے۔ (3) اور ہم مسلمانوں کے لباس، ٹوپی، عمامہ، جوتے، بال سنوارنے میں ان کی مشابہت نہیں کریں گے۔(4) ان کے طرز تکلم کو اختیار نہ کریں گے، ان جیسی کنیتیں نہ رکھیں گے۔(5) گھوڑے پر زین نہ رکھیں گے۔(6) تلوار کو گلے میں نہ لٹکائیں گے، نہ اسلحہ رکھیں گے، نہ ساتھ لے کر چلیں گے۔(7) اپنی انگوٹھیوں پر عربی نقوش نہ بنوائیں گے۔ اور شراب کی خرید وفروخت نہ کریں گے۔(8) پیشانی سے اوپر بالوں کو منڈائیں گے۔(9) اپنے اطوار اور فیشن ہی اختیار کریں گے۔ اور زنار (حزام، پٹکا) کو درمیان میں باندھیں گے۔(10) اپنی صلیبیں اور کتابیں مسلمانوں کے راستوں اور بازاروں میں نہیں رکھیں گے۔ (11) سعانین اور باعون[17] (عیسائی عیدیں) نہ نکالیں گے۔ (12) اپنے مردوں پر آوازیں بلند نہ کریں گے۔ مسلمانوں کے راستے میں اپنے مردوں کے ساتھ آگ لے کر نہ چلیں گے۔(13) اور اپنے مردے ان کے ساتھ دفن نہ کریں گے۔"

جب یہ معاہدہ سیدنا عمر کے پاس پہنچا تو آپ نے اس میں ان باتوں کا مزید اضافہ فرمایا: (14) کسی مسلمان کو ماریں گے نہیں۔(15) ہم نے ان سے امان لی ہے، تو خود ان شرطوں کو اپنے اوپر اور اپنے دین والوں قائم کیا ہے۔(16) اگر ان شرطوں میں کسی کی ہم مخالفت کریں تو اس پر اپنے آپ کو ہی ضامن بناتے ہیں، تب ہمارا کوئی ذمہ نہ ہو گا۔ اور ہماری وہی سزا جو دشمنوں اور بدبختوں کا مقدر ہے۔"

- امام احمد بن حنبلؒ کے بیٹے عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن عبد العزیز نے یہ حکم نامہ جاری کیا:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَنْهَوُا النَّصَارَى أَنْ يَفْرِقُوا رُءُوسَهُمْ، وَتُجَزَّ نَوَاصِيهِمْ، وَأَنْ تُشَدَّ مَنَاطِقُهُمْ، وَلَا يَرْكَبُوا عَلَى سَرْجٍ، وَلَا يَلْبَسُوا عَصَبًا وَلَا خَزًّا، وَأَنْ يُمْنَعَ نِسَاؤُهُمْ أَنْ يَرْكَبْنَ الرَّحَائِلَ، فَإِنْ قُدِرَ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ فَعَلَ ذَلِكَ بَعْدَ التَّقَدُّمِ إِلَيْهِ فَإِنَّ سَكَنَهُ لِمَنْ وَجَدَهُ.[18]

"عیسائیوں کو روکیں کہ وہ بالوں کی مانگ نکالیں، اور وہ پیشانی کے بال کاٹیں۔ اور یہ کہ وہ کمر پر پٹی باندھیں،، اور زین پر سواری مت کریں۔ پگڑی اور ریشم مت پہنیں۔ ان کی عورتیں چمڑے کی زین میں سوار نہ ہوں۔ اگر حکم پہنچنے کے باوجود کوئی شخص پکڑا گیا تو پکڑنے والا اس کی رہائش کا مالک ہو گا۔"

احکام اہل الذمہ کے محقق یوسف بن احمد بکری تلمیذ شیخ محمد ناصر الدین البانی لکھتے ہیں کہ

"وهذا إسناد صحيح رجاله ثقات رجال الشيخين، سوٰى عبد الله بن الإمام أحمد بن حنبل وهو ثقة كما في التقريب"[19]

"اس اثر کی سند بالکل صحیح ہے، اس کے راوی ثقہ / معتمد اور صحیحین کے راوی ہیں۔ سوائے عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل کے اور وہ بھی ثقہ ہیں جیسا کہ تقریب میں صراحت ہے۔"

d ابو شیخ اصبہانی نے معمر بن راشد سے روایت کیا کہ سیدنا عمر بن عبد العزیز نے یہ حکم نامہ جاری کیا:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ "أَنِ امْنَعْ مَنْ قِبَلَكَ فَلَا يَلْبَسُ نَصْرَانِيٌّ قَبَاءً وَلَا ثَوْبَ خَزٍّ وَلَا عَصَبٍ، وَتَقَدَّمَ فِي ذَلِكَ أَشَدَّ التَّقَدُّمِ حَتَّى لَا يَخْفَى عَلَى أَحَدٍ نَهْيٌ عَنْهُ، وَقَدْ ذُكِرَ لِي أَنَّ كَثِيرًا مِمَّنْ قِبَلَكَ مِنَ النَّصَارَى قَدْ رَاجَعُوا لُبْسَ الْعَمَائِمِ وَتَرَكُوا الْمَنَاطِقَ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ وَاتَّخَذُوا الْوَفْرَ وَالْجُمَمَ، وَلَعَمْرِي إِنْ كَانَ يُصْنَعُ ذَلِكَ فِيمَا قِبَلَكَ إِنَّ ذَلِكَ بِكَ ضَعْفٌ وَعَجْزٌ، فَانْظُرْ كُلَّ شَيْءٍ نُهِيتَ عَنْهُ وَتَقَدَّمْتَ فِيهِ فَلَا تُرَخِّصْ فِيهِ وَلَا تُغَيِّرْ مِنْهُ شَيْئًا "[20]

"آپ کی طرف رہنے والے لوگوں کو روکو کہ نصرانی قبا، اور ریشمی کپڑا اور پگڑی نہ پہنیں۔ اور اس میں پوری سختی کرو، تاکہ کسی سے یہ آرڈر مخفی نہ رہے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کی طرف رہنے والے بہت سے عیسائیوں نے عمامے پہننے شروع کر دیے ہیں، اور اپنے کمر بند چھوڑ دیے اور بال چھوٹے رکھنے کی بجائے کان کی لو تک بال اور لمبے پٹے (زلفیں) رکھنا شروع کر دیے ہیں۔ میری عمر کی قسم! اگر یہ سب کچھ تمہارے پاس ہو تا رہا تو یہ سراسر تمہاری کمزوری اور حکم کی تعمیل سے روگردانی ہے۔ جس جس چیز سے تمہیں روکا گیا اور تم نے تجاوز کیا، تو اسی میں سستی مت کرو اور کچھ بھی تبدیلی نہ کرو۔"

e ابو شیخ اصبہانی نے اپنی سند سے عبد الرحمٰن بن حبان سے روایت کیا ہے کہ

دَخَلَ نَاسٌ مِنْ بَنِي تَغْلِبَ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَيْهِمُ الْعَمَائِمُ كَهَيْئَةِ الْعَرَبِ، قَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَلْحِقْنَا بِالْعَرَبِ. قَالَ: فَمَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ بَنُو تَغْلِبَ. قَالَ: أَوَلَسْتُمْ مِنْ أَوْسَطِ الْعَرَبِ؟ قَالُوا: نَحْنُ نَصَارَى. قَالَ: عَلَيَّ بِجَلَمٍ، فَأَخَذَ مِنْ نَوَاصِيهِمْ وَأَلْقَى الْعَمَائِمَ وَشَقَّ مِنْ رِدَاءِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ شِبْرًا يَحْتَزِمُ بِهِ وَقَالَ: لَا تَرْكَبُوا السُّرُوجَ، وَارْكَبُوا الْأُكُفَ وَدَلُّوا أَرْجُلَكُمْ مِنْ شَقٍّ وَاحِدٍ.[21]

"بنو تغلب کے چند لوگ سیدنا عمر بن عبد العزیز کے پاس آئے اور انہوں نے عربوں جیسے عمامے پہن رکھے تھے۔ تو کہنے لگے: یا امیر المؤمنین! ہم عرب میں ملے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ بولے: ہم بنو تغلب ہیں۔ پوچھا: کیا عرب قبائل سے نہیں؟ تو بولے: ہم عیسائی ہیں۔ تو سیدنا عمر بن عبد العزیز نے قینچی منگائی اور ان کی پیشانی کے بال کاٹ دیے۔ اور ان کے عمامے اُتروا دیے۔ اور ہر ایک کی چادر کو بقدر بالشت کاٹ دیا، جس سے وہ کمر باندھتے تھے۔ پھر انہیں حکم دیا کہ زینوں پر سوار نہ ہوں، اور پالانوں پر سوار ہوں اور ایک طرف پاؤں لٹکاؤ۔"

سیدنا عمر بن عبد العزیز کے آخری روایت میں مذکورہ اقدام اُصولی نہیں بلکہ ان میں تنبیہ و سزا کا پہلو بھی موجود ہے کیونکہ اُنہوں نے عہد شکنی اور مغالطہ دہی کی کوشش کی تھی۔

اس حدیث(موقوف) کی تخریج و تحقیق

یہ روایت درجنوں اسانید کے ساتھ مروی ہے،اورصحیح السند کے ساتھ مقبول ہے،جیسا کہ

a مسند احمد کے زوائد میں، عبد اللہ بن احمد بن حنبل (م290ھ) نے اس کے متن کو سب سے پہلے عبد الرحمن بن غنم کے حوالے سے بیان کیا ہے۔[22] جس کو امام ابو بکر خلال بغدادی (م311ھ) نے اپنی کتاب احکام اہل الملل (جو الجامع لمسائل احمد بن حنبل کا حصہ ہے) میں ذکر کیا ہے۔ پھر متداول کتب حدیث میں امام بیہقی (م458ھ) نے السنن الکبری میں ذکر کیا ہے۔ انہی سالوں میں حافظ ابن حزم (م452ھ) نے المحلی میں اس کو ذکر [(23)] کیا ہے۔

b شروطِ عمریہ کی متعدد روایات کو قاضی ابو محمد حافظ ابن زبر ربعی (م329ھ) نے جزء فيه شروط النصارٰی کے نام سے مستقل رسالہ میں جمع کیا ہے (جو راقم کے پاس موجود ہے۔) اور یہ شروطِ عمریہ کی دوسری پرانی اور بنیادی دستاویز ہے۔ Prinston University کے امریکی یہودی مستشرق مارک کوہن Mark Cohen نے تحقیق کے بعد اس کو شائع کیا ہے اور دار الکتب المصریہ کے مخطوطہ[24] کو بنیاد بنایا ہے۔[25]

c شروطِ عمریہ کی مزید اسانید کو ابو عمرو عثمان ابن السماک (م344ھ) نے ایک مستقل رسالہ جزء فيه شروط أمير المؤمنين عمر بن الخطاب على النصارى کے نام سے جمع کیا ہے، اور یہ رسالہ ہالینڈ کے لائیڈن یونیورسٹی کے سیکشن 'Oriental Mauniscripsts' میں نمبر OR.951 کے تحت محفوظ ہے۔ وورہوف Voorhoeve نے (1980) Handlist of Arabic Manuscripts, کے صفحہ 104 پر اس کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ رسالہ بھی راقم کے پاس موجود ہے۔[26]

d حافظ ابن الزبر، ابو عمرو ابن السماک اور حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ نے تین مستقل رسالے اس کی روایات واسناد پر لکھے ہیں۔ اور اس کی بہت سی اسناد تاریخ دمشق (ناشر: دار احیاء التراث العربی) کے جلد دوم، ص119 تا127 پر بھی جمع کر دی گئی ہیں۔

e اس روایت کی ایک سند صحابی خالد بن عرفطہ سے بھی مروی ہے، جسے ابو شیخ اصبہانی نے شروط اہل الذمہ میں اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اور ابو شیخ نے عیسائی عورتوں کے لباس میں کرنے پر بھی سیدنا عمر کا قول اپنی سند سے روایت کیا ہے۔[27]

f شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ابو بکر خلال کی روایت سے 'شروطِ عمریہ' کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

روٰى حرب بإسناد صحيح عن عبد الرحمن بن غنم قال: كتب لعمر بن الخطاب حين صالح نصارى أهل الشام: "هذا كتاب لعبد الله أمير المؤمنين من مدينة كذا وكذا إنكم لما قدمتم علينا سألناكم الأمان لأنفسنا وذرارينا وأموالنا على أن لا نحدث وذكر الشروط إلى أن قال: ولا نظهر شركا ولا ندعوا إليه أحدا..."[28]

"حرب کرمانی نے صحیح سند کے ساتھ اس کو عبد الرحمن بن غنم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے شام کے

نصاریٰ سے معاہدہ صلح کے وقت یہ معاہدہ سیدنا عمر کو بھیجا، جس کا متن یوں ہے:.....''

g امام ابن تیمیہ کے ہم عصر شیخ الاسلام، قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی شافعی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں:

ورواها جماعة بأسانيد ليس فيها يحيي بن عقبة، لكنها أو أكثرها ضعيفة وبانضمام بعضها إلي بعض تقوي[29]

''شروطِ عمریہ کو ایک جماعت نے متعدد اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے، جن میں ضعیف راوی یحییٰ بن عقبہ نہیں ہے۔ لیکن وہ روایات یا اکثر روایات ضعیف ہیں۔ تاہم یہ متعدد روایات ایک دوسرے سے مل کر درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہیں۔''

h یہی بات مفسر و مؤرخ حافظ ابن کثیر نے مسند الفاروق میں اس روایت کے متعدد اسانید بیان کرنے کے بعد کہی:

فهذه طُرق يشدّ بعضها بعضًا[30] ''اس کی متعدد اسانید ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔''

ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ

''عبد الرحمن بن غنم تک اس کی معتبر اسناد پہنچتی ہیں، اور میں نے ایک مستقل تصنیف میں ان کو یکجا کر دیا ہے۔''[31]

آپ نے اپنی 'مسند الفاروق' میں شروطِ عمریہ کے نام سے باقاعدہ عنوان قائم کر کے بھی اس کی تفصیلات پیش کی ہیں۔

i شیخ ابن تیمیہ نے الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح میں اس کی بنیاد کے طور پر سنن ابو داود کا بھی تذکرہ کیا ہے۔[32]

j شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی چار کتب: الصارم المسلول[33]، إقتضاء الصراط المستقيم، الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح[34] اور مجموع فتاوى ابن تيمية میں شروطِ عمریہ کی روایات اور تفصیلات پیش کی ہیں، اور ان سے متعدد فقہی استدلال کئے ہیں۔ ایسے ہی ان کے شاگردِ رشید حافظ ابن قیم نے اپنی مایہ ناز کتاب أحكام اهل الذمة کی چھ فصلوں میں، 1159 تا 1352 یعنی دو صد صفحات اور إعلام الموقعين میں اس پر تفصیلاً گفتگو کی ہے اور ان کی بسیط شرح پیش کرتے ہوئے، ان شرائط کے قرآن و سنت میں شرعی دلائل کو بیان کیا ہے۔ اسناد پر مزید تحقیق میں ضرورت اس امر کی ہے کہ 'زوائد مسند امام احمد بن حنبل' نامی کتاب میں، شروطِ عمریہ کی اوّلین روایت کی سند کو تلاش کیا جائے، جبکہ زوائد کے ڈاکٹر عامر حسن صبری کے تحقیق شدہ ایک مجموعے، طبع دار البشائر الاسلامیہ میں یہ روایت راقم کو نہیں مل سکی۔

شروطِ عمریہ کی بعض اسانید ضعیف بھی ہیں جبکہ شیخ ابن تیمیہ نے جس حرب کرمانی کی روایت کو کبھی صحیح اور کبھی جید قرار دیا ہے، اس کی مکمل سند بھی بسیار کوشش کے باوجود نہیں مل سکی۔ جب تک اس کی سند دریافت نہ ہو جائے، اس وقت تک شیخ ابن تیمیہ کے حکم صحت پر انحصار کیا جا سکتا ہے۔

حافظ ابن کثیر اورامام سبکی شافعی کا موقف ہے کہ شروطِ عمریہ کی متعدد اسانید مل کر قوی ہو جاتی ہیں۔

جہاں تک نفس مسئلہ کا تعلق ہے تو شروطِ عمریہ کی فقہی اور شرعی حیثیت سیدنا عمر بن عبد العزیز کے اجرا سے بھی متعین ہو جاتی ہے جس کی سند احکام اہل الملل کے حوالے سے بلاشبہ صحیح ومعتمد ہے اور خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے اس کو تابعین عظام سے لینے کا دعویٰ کیا ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

'شروطِ عمریہ' تاریخ اسلام کے ہر دور میں:

a شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وَكَمَا كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ هَذِهِ الشُّرُوطَ وَالْتَزَمُوهَا، أَوْصَى بِهِمْ نُوَّابَهُ وَمَنْ يَأْتِي بَعْدَهُ مِنَ الْخُلَفَاءِ وَغَيْرِهِمْ، وَهَذَا هُوَ الْعَدْلُ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ وَرَسُولُهُ.[35]

"جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب نے غیر مسلموں پر ان شرطوں کو لاگو کیا، انہوں نے ان کی پابندی کی۔ تو آپ نے اپنے ماتحت حکام اور بعد میں آنے والے خلفا وغیرہ کو بھی اس کی نصیحت کی۔ اور یہی وہ عدل ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حاکم کو حکم دیا ہے۔"

b حافظ ابن تیمیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

وكذلك فعل جعفر بن محمد بن هارون المتوكل بأهل الذمة في خلافته، واستشار في ذلك الإمام أحمد بن حنبل، وغيره، وعهوده في ذلك، وجوابات أحمد بن حنبل له معروفة.[36]

"عباسی خلیفہ جعفر بن محمد بن ہارون المتوکل باللہ (م 247ھ) نے اپنے (14 سالہ) دورِ خلافت میں غیر مسلموں سے یہی رویہ رکھا۔ اور اس سلسلے میں امام احمد سے مشورہ ر رہنمائی بھی لی۔ اور متوکل باللہ کے حکم نامے اور اس پر امام احمد بن حنبل کے جوابات معروف ہیں۔"

c شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وَهَذِهِ الشُّرُوطُ قَدْ ذَكَرَهَا أَئِمَّةُ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَهْلِ الْمَذَاهِبِ الْمَتْبُوعَةِ وَغَيْرِهَا فِي كُتُبِهِمْ وَاعْتَمَدُوهَا؛ فَقَدْ ذَكَرُوا أَنَّ عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يُلْزِمَ أَهْلَ الذِّمَّةِ بِالتَّمَيُّزِ عَنْ الْمُسْلِمِينَ فِي لِبَاسِهِمْ وَشُعُورِهِمْ وَكُنَاهُمْ وَرُكُوبِهِمْ: بِأَنْ يَلْبِسُوا أَثْوَابًا تُخَالِفُ ثِيَابَ الْمُسْلِمِينَ: كَالْعَسَلِيِّ وَالْأَزْرَقِ وَالْأَصْفَرِ وَالْأَدْكَنِ وَيَشُدُّوا الْخِرَقَ فِي قَلَانِسِهِمْ وَعَمَائِمِهِمْ وَالزَّنَانِيرِ فَوْقَ ثِيَابِهِمْ. وَقَدْ أَطْلَقَ طَائِفَةٌ مِنْ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُمْ يُؤْخَذُونَ بِاللُّبْسِ وَشَدِّ الزَّنَانِيرِ جَمِيعًا وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: هَذَا يَجِبُ إذَا شُرِطَ عَلَيْهِمْ. وَقَدْ تَقَدَّمَ اشْتِرَاطُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - ذَلِكَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا حَيْثُ قَالَ: وَلَا يَتَشَبَّهُوا بِالْمُسْلِمِينَ فِي شَيْءٍ مِنْ لِبَاسِهِمْ فِي قَلَنْسُوَةٍ وَلَا

غَيْرِهَا: مِنْ عِمَامَةٍ وَلَا نَعْلَيْنِ. إِلَى أَنْ قَالَ: وَيُلْزِمُهُمْ بِذَلِكَ حَيْثُ مَا كَانُوا وَيَشُدُّوا الزَّنَانِيرَ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ. وَهَذِهِ الشُّرُوطُ مَا زَالَ يُجَدِّدُهَا عَلَيْهِمْ مَنْ وَفَّقَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ وُلَاةِ أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ كَمَا جَدَّدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ - رَحِمَهُ اللَّهُ - فِي خِلَافَتِهِ وَبَالَغَ فِي اتِّبَاعِ سُنَّةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - حَيْثُ كَانَ مِنْ الْعِلْمِ وَالْعَدْلِ وَالْقِيَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بِمَنْزِلَةٍ مَيَّزَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا عَلَى غَيْرِهِ مِنْ الْأَئِمَّةِ وَجَدَّدَهَا هَارُونُ الرَّشِيدُ وَجَعْفَرٌ الْمُتَوَكِّلُ وَغَيْرُهُمَا[37]

"ان شرطوں کو معروف مسالک کے نامور امام علمانے اپنے کتب میں بیان کرکے ان پر اعتماد کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ حاکم کو غیر مسلموں کو پابند کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کے لباس، حجامت، کنیتیں، سواریوں میں ان سے جدا رہیں۔ اور ایسے کپڑے پہنیں جو مسلمانوں کے کپڑوں سے مختلف ہوں۔ جیسے شہدی، نیلا، زرد، سیاہی مائل رنگ اور اپنی ٹوپیوں، عماموں اور جنیئو (کمر پر پٹی) پر اپنے کپڑوں کے اوپر مزید چیتھڑے لگائیں۔ اور علما کی ایک جماعت نے خلط ملط ہونے اور جنیئو باندھنے پر ان کو سزا دینے کا موقف بھی اختیار کیا ہے۔ اور دوسروں کا خیال ہے کہ اگر ایسا کرنا شرط معاہدہ میں داخل ہو تب ہو سکتا ہے۔ اور سیدنا عمر کی ان پر عائد کردہ یہ ساری شرطیں پیچھے گزر چکی ہیں۔ جب اُنہوں نے کہا کہ غیر مسلم، مسلمانوں کے ٹوپی، عمامہ اور جوتے وغیرہ تک پہننے میں مشابہت نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہہ دیا کہ وہ جہاں بھی ہوں، تو حاکم ان سے اس کی پابندی کرائے گا اور وہ اپنے درمیان میں پٹکا باندھیں گے۔ اور اللہ کی توفیق سے بہرہ مند مسلم حکمران ہر دور میں ان شرطوں کی تجدید کرتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ سیدنا عمر بن عبد العزیز نے اپنے دور خلافت میں اس کو پختہ کیا اور سیدنا عمر بن خطاب کی اتباع کی سنت کو مستحکم کیا۔ کیونکہ آپ علم، عدل، قرآن و سنت کی اتباع میں دیگر خلفا کی بہ نسبت ممتاز مقام پر فائز تھے۔ اور ان شرائط کو خلفاے عباسیہ: ہارون الرشید اور جعفر و متوکل باللہ نے بھی دوبارہ تازہ / تجدید کیا۔"

d شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے دور میں غیر مسلموں کی شناخت کا مسئلہ عملاً بھی پیش آیا۔ یہ پورا واقعہ ان کے شاگرد حافظ ابن قیم جوزیہ نے بیان کیا اور اس کے بعض حصے فتاویٰ ابن تیمیہ میں بھی مذکور ہیں۔ ابن قیم بتاتے ہیں کہ جب حاکم وقت نے غیر مسلموں کو عمامے بدلنے اور مسلمانوں سے مختلف رنگ پہننے کا حکم دیا تو اس سے غیر مسلموں پر قیامت ٹوٹ پڑی کہ معاشرے میں ان کا تشخص نمایاں ہونے لگا۔ تب شیطان نے اُنہیں یہ تدبیر سجھائی کہ ایک فتویٰ کی صورت میں یہ مسئلہ اہل علم سے پوچھ کر اس تشخص و امتیاز کا خاتمہ کیا جائے۔[38] فتویٰ کا متن یوں ہے:

مَا تَقُولُ السَّادَةُ الْعُلَمَاءُ: فِي قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ أُلْزِمُوا بِلِبَاسٍ غَيْرِ لِبَاسِهِمْ الْمُعْتَادِ وَزِيٍّ غَيْرِ زِيِّهِمْ الْمَأْلُوفِ وَذَلِكَ أَنَّ السُّلْطَانَ أَلْزَمَهُمْ بِتَغْيِيرِ عَمَائِمِهِمْ وَأَنْ تَكُونَ خِلَافَ عَمَائِمِ الْمُسْلِمِينَ فَحَصَلَ بِذَلِكَ ضَرَرٌ عَظِيمٌ فِي الطُّرُقَاتِ وَالْفَلَوَاتِ وَتَجَرَّأَ عَلَيْهِمْ بِسَبَبِهِ

السُّفَهَاءُ وَالرَّعَاعُ وَآذَوْهُمْ غَايَةَ الْأَذَى وَطَمِعَ بِذَلِكَ فِي إهَانَتِهِمْ وَالتَّعَدِّي عَلَيْهِمْ. فَهَلْ يَسُوغُ لِلْإِمَامِ رَدُّهُمْ إلَى زِيِّهِمْ الْأَوَّلِ وَإِعَادَتِهِمْ إلَى مَا كَانُوا عَلَيْهِ مَعَ حُصُولِ التَّمْيِيزِ بِعَلَامَةٍ يُعْرَفُونَ بِهَا؟ وَهَلْ ذَلِكَ مُخَالِفٌ لِلشَّرْعِ أَمْ لَا؟[39]

"حضرات علماء ومفتیان کیا فرماتے ہیں کہ حاکم وقت نے غیر مسلموں کو ان کے روز مرہ لباس اور مروجہ اطوار کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ کہ حاکم نے ان کو اپنے عمامے بدلنے اور مسلمانوں کے عماموں سے مختلف کرنے کا پابند کیا ہے۔ اس سے راستوں اور بیابانوں کے سفر میں بہت سی مشکلات رونما ہو گئی ہیں۔ اور اس کے سبب کم عقل اور رذیل لوگ نے غیر مسلموں کو بے پناہ تکلیف دینا اور ذلیل کرنا شروع کر دیا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ حاکم انہیں پہلی عادات واطوار پر پلٹنے کی اجازت دے دے اور اس کی کوئی ایسی علامت رکھ دے جس سے ان کی پہچان ہو جائے۔ اور کیا ایسا کرنا مخالف شرع ہے یا نہیں؟" حافظ ابن قیم پھر بتاتے ہیں کہ

فَأَجَابَهُمْ مِنْ مَنْعِ التَّوْفِيقِ وَصَدٍّ عَنْ الطَّرِيقِ بِجَوَازِ ذَلِكَ وَأَنَّ لِلْإِمَامِ إعَادَتَهُمْ إلَى مَا كَانُوا عَلَيْهِ. قَالَ شَيْخُنَا: فَجَاءَتْنِي الْفَتْوَى. فَقُلْت: لَا تَجُوزُ إعَادَتُهُمْ وَيَجِبُ إبْقَاؤُهُمْ عَلَى الزِّيِّ الَّذِي يَتَمَيَّزُونَ بِهِ عَنْ الْمُسْلِمِينَ. فَذَهَبُوا ثُمَّ غَيَّرُوا الْفُتْيَا ثُمَّ جَاءُوا بِهَا فِي قَالَبٍ آخَرَ فَقُلْت: لَا تَجُوزُ إعَادَتُهُمْ. فَذَهَبُوا ثُمَّ أَتَوْا بِهَا فِي قَالِبٍ آخَرَ فَقُلْت: هِيَ الْمَسْأَلَةُ الْمُعَيَّنَةُ وَإِنْ خَرَجَتْ فِي عِدَّةِ قَوَالِبَ. قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ: ثُمَّ ذَهَبَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ إلَى السُّلْطَانِ وَتَكَلَّمَ عِنْدَهُ بِكَلَامٍ عَجِبَ مِنْهُ الْحَاضِرُونَ فَأَطْبَقَ الْقَوْمُ عَلَى إبْقَائِهِمْ. وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ.[40]

"بعض علما نے اللہ تعالیٰ کی توفیق نہ ملنے (بھٹکے لوگ) اور صراط مستقیم سے ہٹ جانے کی بنا پر اس کو جائز قرار دے دیا کہ حاکم انہیں سابقہ (مشترکہ) عادات واطوار پر پلٹنے کی اجازت دے دے۔ تو میرے استاد (ابن تیمیہ) کے پاس جب بعض علما کا یہ فتویٰ پہنچا تو آپ نے جواب دیا کہ ان کو مشترکہ عادات پر لوٹنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور انہیں ایسے اطوار کو ہی اپنانا ہو گا جس سے وہ مسلمانوں سے جدا نظر آئیں۔ غیر مسلم چلے گئے، پھر فتویٰ کی عبارت بدل کر لائے تو میں نے پھر کہا کہ ہر گز جائز نہیں۔ پھر وہ سوال کی تیسری شکل بنا کر لائے، میں نے کہا: مسئلہ بالکل وہی رمتعین ہے، اگرچہ اس کے متعدد قالب بنا لئے جائیں۔ پھر ابن قیم کہتے ہیں: کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ حاکم کے پاس چلے گئے اور اس کو ایسے دلائل اور نصیحتیں کیں کہ سب درباری رحاضرین ششدر رہو کر رہ گئے۔ چنانچہ حاکم نے غیر مسلموں کو ان امتیازی عادات پر باقی رکھا، الحمد للہ والمنہ۔"

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں کہ "بہت سے مفتیان سوال کی ظاہری تبدیلی سے نفس مسئلہ میں الجھ جاتے ہیں، اور بہت سے کسی دنیوی مفاد میں بہہ جاتے ہیں، مگر جن کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے[41]۔" لیکن مسئلہ کی اصل صورت کو پہچاننا اور اس کو دلائل وبراہین سے واضح کر دینا، اور اس کے لئے حاکم کے دربار میں جا کر جدوجہد کرنا اور شریعتِ الٰہیہ کو نافذ کروانا اللہ تعالیٰ کی اپنے بعض بندوں پر خاص رحمت ہے۔

e مفسر قرآن حافظ ابن کثیر (م774ھ) نے اپنی مشہور تاریخ 'البدایہ والنہایہ' میں ساتویں صدی ہجری کے واقعات میں بیان کیا ہے:

وَفِي يَوْمِ الِاثْنَيْنِ قُرِئت شروط الذمة على أهل الذمة وألزم بِهَا وَاتَّفَقَتِ الْكَلِمَةُ عَلَى عَزْلِهِمْ عَنِ الْجِهَاتِ، وَأُخِذُوا بِالصِّغَارِ، وَنُودِيَ بِذَلِكَ فِي الْبَلَدِ وَأُلْزِمَ النَّصَارَى بِالْعَمَائِمِ الزُّرْقِ، وَالْيَهُودِ بِالصُّفْرِ، وَالسَّامِرَةُ بِالْحُمْرِ، فحصل بذلك خَيْرٌ كَثِيرٌ وَتَمَيَّزُوا عَنِ الْمُسْلِمِينَ.[42]

"سوموار کو غیر مسلموں کی شرائط کو اُن پر پڑھ کر سنایا گیا، اور اُنہیں ان کا پابند کیا گیا۔ اور ذمہ دار مناصب سے ان کی معزولی پر موقف پختہ ہو گیا اور انہیں ماتحت ہونا پڑا۔ شہر میں اس کی منادی کی گئی، اور عیسائیوں کو نیلے عماموں، یہود کو زرد عماموں اور یہودی فرقے سامرۃ کو سرخ عماموں کا پابند کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ بڑی خیر پھیلی اور وہ مسلمانوں سے جدا ہو گئے۔"

f حافظ ابن کثیر کے دور 751ھ/1350ء میں شروطِ عمریہ نافذ تھیں۔ جیسا کہ محمد جمال شوربجی لکھتے ہیں:

نصت الشروط العمرية في صيغتها التي كُتبت بها في عام 700هـ/ 1300م أيام السلطان الناصر محمد بن قلاوون على "أن لا يحدثوا في البلاد الإسلامية وأعمالها ديرًا ولا كنيسة ولا صومعة، ولا يجدد منها ما خرب، ولا يمنعوا أن ينزل عليهم أحد من المسلمين ثلاث ليال يطعمونه، ولا يكتموا غشاً للمسلمين، ولا يعلموا أولادهم القرآن، ولا يمنعونهم من الإسلام إذا أرادوا، وإن أسلم أحدهم لا يؤذوه، ولا يتشبهوا بشيء من ملابس المسلمين، ويلبس النصراني من العمامة الزرقاء ثلاثة أذرع فما دونها، واليهودي العلامة الزرقاء كذلك، وتمنع نساؤهم من التشبه بنساء المسلمين، ولا يتسموا بأسماء المسلمين وألقابهم، ولا يركبوا الخيل والبغال، ويسمح لهم بركوب الحمير من دون زينة، ولا ينقشوا خواتمهم بالعربية، ولا يدخلوا الحمام إلا بعلامة تميزهم في عنقهم من حديد أو نحاس أو غير ذلك، ولا يستخدموا مسلماً في أعمالهم، ولا يعلوا بناء قبورهم، ولا يعلوا في البناء على بناء المسلمين، ولا يضربوا بالناقوس إلا ضرباً خفيفاً، ولا يرفعوا أصواتهم في كنائسهم، ولا يشتروا من الرقيق مسلماً ولا مسلمة، ولا يمشوا وسط الطريق توسعة للمسلمين، ولا يفتنوا مسلماً عن دينه، ولا يدلوا على عورات المسلمين، ومن زنى بمسلمة قتل، وكل من مات من اليهود والنصارى والسامرة في سائر المملكة يحتاط ديوان المواريث الحشرية على ماله إلى أن يثبت ورثته ما يستحقونه وفق الشرع الحنيف، فإذا استحق يعطونه بمقتضاه وينقل الباقي إلى بيت المال، ومن مات ولا وارث له يحمل تركته إلى بيت المال شأنهم في ذلك شأن المسلمين."[43]

"جو شروطِ عمریہ 700ھ/1300ء میں سلطان ناصر محمد بن قلاوون کی طے کردہ شرائط میں لکھا گیا کہ وہ بلادِ

اسلامیہ اور اس کے کاموں میں کوئی گرجا، کنیسہ اور معابد نہیں بنائیں گے۔ جو خراب ہو گیا، اس کی تجدید نہ کریں گے، اور مسلمانوں کو اس سے نہ روکیں گے کہ وہ ان کے ہاں تین دن تک بطور مہمان قیام کریں، اور دھوکہ دیتے ہوئے مسلمانوں سے کچھ نہیں چھپائیں گے۔ اور اپنے بچوں کو قرآن نہیں پڑھائیں گے۔ اور اگر وہ اسلام لانا چاہیں تو انہیں نہیں روکیں گے۔ اگر کوئی اسلام لے آئے تو اس کو اذیت رسانی نہیں کریں گے۔ مسلمانوں کے ملبوسات جیسے کپڑے نہیں پہنیں گے۔ اور عیسائی تین ہاتھ یا اس سے کم عمامہ پہنے گا۔ اور یہودیوں کی بھی ایسی ہی نیلی علامت ہو گی۔ اور ان کی عورتیں مسلمان عورتوں سے مشابہت نہیں کریں گے۔ وہ مسلمانوں جیسے نام اور القاب نہیں رکھیں گے۔ وہ گھوڑے اور خچر پر سوار نہیں ہوں گے۔ تاہم گدھے پر بلا آرائش کے سواری کرنے کی اجازت ہے۔ وہ اپنی انگوٹھیوں میں عربی نقش نہ کروائیں گے۔ اور وہ حمام میں اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک ان کے ان کی گلے میں لوہے، تانبے وغیرہ جیسی کوئی علامت ہو۔ اپنے کاموں میں مسلمانوں کو مزدوری پر نہیں رکھیں گے۔ اور اپنی قبریں بلند نہیں کریں گے۔ اپنے گھر مسلمانوں سے بلند نہیں بنائیں گے۔ اور گھنٹیاں صرف آہستہ آواز میں ہی بجاسکتے ہیں۔ اور اپنے کلیساؤں میں آوازیں بلند نہیں کریں گے۔ اور ایسا غلام نہیں خریدیں کے جو مسلمان مرد یا عورت ہو۔ اور مسلمانوں کے لئے راستہ چھوڑتے ہوئے، درمیان میں نہیں چلیں گے۔ اور مسلمانوں کے دین میں کوئی فتنہ / آزمائش پیدا نہیں کریں گے۔ مسلمانوں کے مخفی اُمور کی نشاندہی نہیں کری گے۔ اور جس نے مسلمان عورت سے زنا کیا تو اس کی سزا قتل ہے۔ اور یہود و نصاریٰ اور (یہودی فرقہ) سامرۃ میں سے جو پوری مملکت میں کہیں فوت ہو جائے تو 'وراثتیں جمع کرنے کا ادارہ' یہ انتظام کرے گا کہ شرعِ اسلامی کے مطابق ہی ان کی وراثت تقسیم ہو۔ اگر ورثا (شرع کے مطابق وراثت کے) مستحق ہوئے تو انہیں اس کے مطابق حصہ ملے گا، اور باقی ماندہ بیت المال میں منتقل ہو جائے گا۔ اور ان میں سے جو بلاوارث فوت ہو جائے تو اس کا ترکہ دیگر مسلمانوں کی طرح بیت المال میں جمع کرا دیا جائے۔"

- حافظ ابن حجر کے شاگرد نامور امام شمس الدین سخاوی شافعی (م902ھ) لکھتے ہیں:

وجمع قبله الشيخ شمس الدين ابن القيم الحنبلي مجلدًا حافلاً في شروط أهل الذمة وأحكامهم ينتفع به وكذا لشيخه التقي ابن تيمية عدة تآليف وفتاوى في آخرين، اجتمع عندي منها جملة "كشروط أهل الذمة" للحافظ أبي الشيخ ابن حيان و"الإيضاح والبيان" للشيخ أبي عبد الله ابن النعمان المالكي و"استعمال أهل الذمة" لأبي أمامة ابن النقاش الشافعي، و"إلزام أهل الذمة بالشروط العمرية" أظنه للعماد ابن كثير الحافظ، ومصنف للحافظ ابن زبر، ولو أردت البسط في هذه المسألة لكان مجلدًا حافلاً، لكن الوقت أضيق عن الاشتغال بما هو معلوم، مقرر، مفهوم، على أن لي جزءًا لطيفًا جمعته حين رام الظاهر حشقدم رحمه الله إلزام أهل الذمة بالشروط العمرية، سميته "القول المعهود فيما على أهل الذمة من العهود" ثم إن اليهود الكذبة الخونة زعموا في أيام الظاهر جقمق رحمه الله في مكان بحارة رويلة كان معدًا لتعليم أطفالهم، والسكنى

به، يعرف بدار ابن شميخ أنه كنيسة، فقام المسلمون في صرفهم عن ذلك، واثبتوا على نائب القاضي الحنفي وغيره، أن الدار المشار إليه، مستحقة لبيت المال المعمور بحكم أن ابن سميح المذكور هلك، ولم يعقب، ولم يترك من يحجب بيت المال عن استحقاقها، سفلاً وعلوا وأن رؤساء اليهود القرابين، ومشايخهم يتداولون وضع أيديهم عليها خلفًا عن سلف بغير طريق شرعي، وسر المسلمون بذلك سرورًا كبيرًا. 44

"اس سے قبل شیخ شمس الدین ابن قیم حنبلی نے ایک اہل ذمہ کی شرائط واحکام پر ایک بھرپور جلد لکھی ہے، جس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ایسے ہی ان کے استاد ابن تیمیہ نے متعدد تالیفات اور دیگر فتاویٰ میں بھی لکھا ہے۔ یہ سب چیزیں میرے پاس

شروط اہل الذمہ از حافظ ابو شیخ ابن حیان

الایضاح والبیان از شیخ ابو عبد اللہ ابن نعمان مالکی

استعمال اہل الذمہ از ابو امامہ ابن نقاش شافعی

الزام اہل الذمہ بالشروط العمریہ از حافظ عماد الدین ابن کثیر غالباً

اور مصنف از ابن زبر نامی کتب

کی صورت میں جمع ہیں۔ اگر میں تفصیل سے انہیں قلم بند کروں تو ایک کامل جلد بن جائے۔ لیکن میری معلوم وطے شدہ اور سمجھ میں آنے والی مصروفیات / تنگی وقت کی وجہ سے، میں نے ایک مختصر جزء پر ہی اکتفا کیا ہے۔ جس کو میں نے اس وقت لکھا جب سلطان ظاہر حشقدم نے اہل ذمہ کو شروط عمریہ کا پابند کیا، اس کا نام میں نے القول المعهود فيما على أهل الذمة من العهود رکھا ہے۔ پھر جھوٹے خائن یہودیوں نے سلطان ظاہر جقمق کے دور میں قرب سمندر ایک وسیع عمارت پر قبضہ کرنا چاہا جو بچوں کی تعلیم اور قیام کے لئے تعمیر ہوئی تھی۔ لوگوں میں وہ دار ابن شمیخ کے نام سے مشہور تھی کہ وہ ایک گرجا ہے۔ تو مسلمانوں نے یہودیوں سے اسے واپس لینے کی جدوجہد کی۔ اور حنفی نائب قاضی کے سامنے یہ ثابت کر دیا کہ مذکورہ عمارت بیت المال کی ملکیت ہونی چاہیے۔ کیونکہ ابن شمیح مذکور مرچکا ہے اور اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ اور اس نے نیچے یا اوپر ایسی کوئی رکاوٹ نہیں چھوڑی جو بیت المال کو اس کی ملکیت سے روک سکتی ہو۔ اور قریبی یہودی اور ان کے بزرگ اس کو بلا کسی معقول بنیاد کے ہتھیانے کی کوشش میں ہیں۔ سو اس فیصلہ سے مسلمان بے پناہ خوش ہوئے۔"

h محمود زیباوی لبنانی روزنامہ 'النہار' میں اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں:

ظهرت "الإجراءات التمييزية" في بعض الحقب التاريخية، أشهرها قاطبة تلك التي صدرت في عهد الخليفة المتوكّل، وهو العهد الذي بدأ فيه ضعف الدولة العباسية وانحلالها. في منتصف القرن التاسع، تولى المتوكل الحكم، وقضى على المعتزلة

وأفرج عن أحمد بن حنبل وخلع عليه.

يختصر العلامة السرياني أبو الفرج جمال الدين بن العبري هذا التحول في كتابه "تاريخ الزمان" حيث يقول: "تمادى في بغض المسيحيين حتى اضطرهم أن يتعمموا بعمائم صوف وأن لا يخرجوا خارجاً وأن لا يتزينوا بزنار وكستيج، ومن كان له عبد ألزمه أن يخيط على قميصه من قدّام ومن خلف رقعة لونها غير لون القميص .وأن تُقوّض الكنائس الحديثة البناء. وإذا كان للنصارى كنيسة واسعة ولو قديمة وجب أن يؤخذ جانب منها ويُجعل مسجداً. وأن لا يطوفوا بالصلبان في احتفالاتهم.

بحسب تاريخ الطبري، أصدر المتوكل هذه الأوامر في عام 235 للهجرة، وتبدو صيغة ابن العبري ملطّفة، مقارنةً بالنص الأصلي المطوّل الذي نقله الطبري.

یہ 'امتیاز پر مبنی احکامات' تاریخ کے بعض عہدوں میں پائے گئے ہیں۔ جن سب میں مشہور ترین وہ زمانہ ہے جو خلفہ متوکل کا ہے۔ یہ وہ دور ہے جب عباسی مملکت زوال اور کمزوری کا شکار ہو گئی۔ نویں صدی کے نصف میں متوکل حکومت پر متمکن ہوا، اور معتزلہ کا اس نے ناطقہ بند کیا، امام احمد بن حنبل کو آزاد کر دیا اور ان سے ظلم کو دور کیا۔

علامہ سریانی ابوالفرج جمال الدین بن عبری نے اس تغیر کو اپنی کتاب 'تاریخ الزمان' میں مختصر طور پر یوں بیان کیا ہے کہ اس نے عیسائیوں سے نفرت میں حد سے تجاوز کرتے ہوئے ان کو مجبور کیا کہ وہ اونی عمامے پہنا کریں، باہر مت نکلا کریں، وہ پٹکا اور کستیج (ایسی کپڑوں کے اوپر لگائی جانے والی ایک انگلی کے برابر موٹی پٹی / زنار جو کپڑے یا روئی سے بنی ہو) کی زینت استعمال نہیں کر سکتے۔ اور جس کا کوئی غلام ہو تو وہ اس کو قمیص پر اس کے رنگ سے مختلف، پٹی آگے سے پیچھے تک باندھا کرے۔ اور نئے بننے کلیساؤں کو گرا دیا جائے۔ اگر عیسائیوں کا کوئی وسیع کلیسا ہو، چاہے قدیم سے چلا آرہا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی جانبی جگہ لے کر وہاں مسجد بنائی جائے۔ متوکل نے یہ احکام 235ھ میں جاری کئے۔ اور ابن عبری کے الفاظ کا اگر امام طبری کے مفصل اور اصلی متن سے مقابلہ کیا جائے تو وہ قدرے نرم نظر آتے ہیں۔"

محمود زیاوی لبنان کے اخبار 'النہار' میں مزید لکھتے ہیں:

في الأزمنة الحديثة، نقع على ما يشبه ذلك في القرن التاسع عشر، أي في زمن أقول العهد العثماني. في كتابه "جسر اللثام عن نكبات الشام"، يخبرنا شاهين مكاريوس أن والي دمشق محمد درويش أصدر في العشرين من شهر حزيران 1821 مرسوماً إلى مشايخ أهالي قرية صيدنايا المسلمين "ليجروا بحسبه ويعتمدوه." يقول هذا المرسوم إن النصارى قلدوا المسلمين "في ملابسهم وعمائمهم ونعالهم وتعدّوا درجاتهم وخالفوها، فهذا ضد رضانا، ولا يعطى به رخصة، فبناء على ذلك أرسلنا لكم مرسومنا هذا لأجل أن تحذروهم وتنذروهم من عواقب ذلك المراد حالاً وتنبهوا عليهم ألا يلبسوا ملبوساً أرزق وعمامة سوداء ونعالا سودا، ولا تدعوهم يقلدوا الإسلام بأدنى شيء، لا نساء ولا رجالا، وإن بلغنا أن واحدا تعدّى الحدود المذكورة فما له أن يغنى عن حاله، وخطيئته في عنقه."[45]

تازہ دور میں، ہم انیسویں صدی عیسوی میں اس کے قریب قریب دیکھتے ہیں، یعنی جس کو میں عہد عثمانی کہہ سکتا ہوں۔ تو شاہین مکاریوس اپنی کتاب جسر اللثام عن نکبات الشام میں لکھتے ہیں کہ حاکم دمشق محمد درویش

نے جون 1821ء میں قصبہ صیدنایا کے مسلمان بزرگوں کے نام ایک حکم نامہ جاری کیا کہ وہ اس کے مطابق چلیں، اس پر ہی انحصار کریں۔

یہ حکم نامہ قرار دیتا ہے کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کے ملبوسات، عماموں اور جوتوں کی نقالی شروع کر دی ہے۔ اور اپنے مقام سے تجاوز کر کے ان شرطوں کی مخالفت کی ہے، تو یہ چیز ہماری رضا کے مخالف ہے۔ اس کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ بایں وجہ میں یہ حکم نامہ آپ کو بھیج رہا ہوں کہ آپ ان کو روکیں اور اس کے انجام بد سے ڈرائیں اور انہیں خبر دار کر دیں کہ وہ نیلا لباس، سیاہ عمامہ یا سیاہ جوتے مت پہنیں۔ اور ان کے مرد و زن کو کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز میں بھی مسلمانوں کی نقالی نہ کرنے دیں۔ اگر ہمیں پتہ چلا کہ کسی نے بھی مذکورہ شرائط کی خلاف ورزی کی ہے تو اسے اپنے بارے میں بے پروا نہیں ہونا چاہئے اور اس کی غلطی کا وبال اس کی گردن پر ہو گا۔"

شروطِ عمریہ پر عمل کا جدول... مسلم تاریخ کے آئینے میں:

دور	خلیفہ/حاکم	مصنف	کتاب
16ھ/637ء	خلیفہ سیدنا عمر بن خطابؓ	ابن زبر، بیہقی	مسند احمد، سنن کبریٰ
30ھ/651ء	خلافتِ راشدہ و مابعد	ابن تیمیہ	فتاویٰ ابن تیمیہ
100ھ/718ء	سیدنا عمر بن عبد العزیزؒ	ابن قیم	احکام اہل الذمہ
185ھ/802ء	خلیفہ ہارون الرشید	ابن تیمیہ	فتاویٰ ابن تیمیہ
235ھ/50ء	خلیفہ جعفر بن محمد المتوکل باللہ	ابن تیمیہ	تاریخ طبری
680ھ/1280ء	حاکم کے دربار میں ابن تیمیہ نے مناظرہ کیا	ابن تیمیہ	فتاویٰ ابن تیمیہ
700ھ/1300ء	سلطان الناصر محمد بن قلاوون	حافظ ابن کثیر	البدایہ والنہایہ
900ھ/1495ء	الظاہر حشقدم، الظاہر جقمق	شمس الدین سبکی	فتاویٰ سبکی
1236ھ/1821ء	حاکم دمشق: محمد درویش	محمود زیباوی	لبنانی اخبار 'النہار'

خلاصہ بحث:

مذکورہ بالا تفصیلات سے علم ہوتا ہے کہ شروط عمریہ اور عہد عمریہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ اور غیر مسلموں کے لئے ان شرائط کی پاکستان ایسے ملک میں خاص اہمیت ہے۔ یہ شرائط کتب حدیث میں بیان ہوئی ہیں، اور ان کی دسیوں اسانید کی وجہ سے انہیں مستند سمجھا جاتا ہے۔ نیز ان پر صحابہ کرام کے اجماع کا دعویٰ بہت سے علمانے کیا ہے۔ تاریخ اسلامی کے نامور مسلم حکام نے بھی ان شرائط کو ہر دور میں، کم و بیش 12 صدیوں تک مسلم معاشروں میں قائم اور نافذ رکھا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 عبد الرحمٰن بن غنم نامور تابعین سے ہیں، دور نبوی میں پیدا ہوئے، 78ھ میں وفات ہوئی، مسند احمد میں بہت سی مرسل احادیث ان سے مروی ہیں، اور یحیٰی بن بکیر اور امام ترمذی کا موقف ہے کہ وہ صحابی ہیں، آپ فقیہ اور اہل شام کے استاد تھے۔(سیر اعلام النبلاء:وممن وممن أدرك زمان النبوة)

2 عہد عمریہ کی تفصیلات کے لئے دیکھیں مقالہ:روايات العهد ةالعمرية: دراسة توثيقية ازڈاکٹر رمضان اِسحاق زیان، پروفیسر شعبہ دراسات اسلامیہ، جامعہ اقصیٰ، غزہ، فلسطین

3 محمد بن جریر، ابو جعفر طبری، تاریخ طبری:2/ 449، دار التراث، بیروت 1387ھ؛ تاریخ یعقوبی:2/ 147، اسماعیل بن عمر بن کثیر، ابو الفداء، البدایہ والنہایہ:5/ 281، دار احیاء التراث العربی، 1408ھ

4 26، اپریل 1984ء کو صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے آرڈیننس نمبر 20 'امتناع قادیانیت آرڈیننس' جاری کیا۔

5 فیصلہ سپریم کورٹ 1994ء، جسٹس عبد القدیر چودھری مرحوم ... بحوالہ 'قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے' از محمد متین خالد: ص 201، علم وعرفان پبلشرز لاہور، 2002ء

6 فیصلہ لاہور ہائیکورٹ، پی ایل ڈی 1992، لاہور: 1، بحوالہ 'قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے' از محمد متین خالد: ص 201، علم وعرفان پبلشرز لاہور، 2002ء

7 اسلام آباد ہائی کورٹ میں دائر رٹ پٹیشن 3862 کا فیصلہ مؤرخہ 4، جولائی 2018ء

8 سابق فرانسیسی صدر شیراک نے 2003ء میں تیونس کے دورے میں کہا کہ "مکمل سیکولر فرانسیسی حکومت طالبات کو اجازت نہیں دے سکتی کہ وہ اپنے ہدایت یافتہ ہونے کا اعلان کرتی پھریں۔ حجاب میں جارحیت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔" (ماہنامہ محدث، لاہور: شمارہ اپریل 2004ء، ص 9)

9 الترمذي، ابو عيسى محمد بن عيسى، جامع، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ☐ (بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ)، دار السلام، للطبع والنشر، الریاض، 1999ء، رقم 3805، صحیح

10 شرح عقیدہ طحاویہ از امام ابن ابی العز حنفی: ص 299، طبع وزارت اوقاف، الریاض، 1418ھ

11 ابن ماجه، سنن، كِتَابُ السُّنَّةِ (بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ)، دار السلام، للطبع والنشر، الریاض، 1999ء، رقم 42، شیخ البانی، شیخ ارناؤط نے اس حدیث کو صحیح اور شیخ زبیر علی زئی نے حسن قرار دیا ہے۔ امام ترمذی، امام نووی، ابو نعیم، اور قاضی زکریا انصاری (م 926ھ) نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

12 جامع الترمذي: أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ☐ (بَابٌ فِي مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)، رقم 3682، صحیح

13 سنن أبي داوٗد، كِتَابُ الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ (بَابٌ فِي تَدْوِينِ الْعَطَاءِ)، دار السلام، للطبع والنشر، الریاض، 1999ء، رقم 2961

14 أحكام أهل الملل من الجامع لمسائل أحمد بن حنبل از ابو بکر خلال بغدادی (311ھ): رقم 1000، 1/ 360، طبع اول، دار الکتب العلمیہ، 1994ء وزوائد مسند احمد بن حنبل (لم أجده)

15 عیسائیوں کے ہاں معابد کی کئی ایک قسمیں ہیں، بعض انفرادی اور بعض اجتماعی عبادت کے لئے اور بعض بلند، بعض عام گھروں جیسے۔ اور ان خصوصیات کے لحاظ سے ان کے نام مختلف ہیں۔ صومعہ صرف معبد کو کہا جاتا ہے، کنیسہ، دیر اور قلایۃ عیسائی گرجاؤں کے مختلف نام ہیں۔ جن میں قلایۃ کی بجائے قلابۃ یعنی ی کی بجائے ب کا لفظ بھی بولا گیا ہے۔ اور بیع کا لفظ یہودی اور عیسائی معابد، دونوں کے لئے عام ہے۔ ان معابد کی مزید تفصیل آئندہ نواب صدیق حسن خاں کی زبانی آیتِ ذمہ کی تشریح میں دیکھی جاسکتی ہے۔

16 احمد بن حسین، ابو بکر بیہقی (م 458ھ) السنن الکبریٰ: 18717، ج 9/ ص 339، دار الکتب العلمیہ، بیروت 2003ء

17 سعان کو گذشتہ حدیث میں ش کے ساتھ شعان بھی لکھا گیا ہے، جبکہ پچھلی روایت میں ہی باعون کو باعوث یعنی ن کی بجائے ث کے ساتھ بھی لکھا گیا ہے۔ چونکہ یہ اسم الصوت ہیں، اس لئے ان کے ضبط میں لکھنے والوں کے مابین اختلاف رہا ہے۔ بہر حال ان سے مراد عیسائیوں کے مسلمانوں کی عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے ملتے جلتے تہوار ہیں۔

18 احمد بن خلال بغدادی حنبلی، ابو بکر (311ھ)،أحكام اهل الملل من الجامع لمسائل أحمد بن حنبل : رقم 993، 1/ 354، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1994ء اور احکام اہل الذمہ:3/ 1278
19 ابوعبد اللہ محمد بن ابو بکر ابن قیم جوزیہ، احکام اہل الذمہ:3/ 1278، محقق:یوسف بن احمد بکری، رمادی للنشر، دمام، 1997ء
20 احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم:ص368، دار عالم الکتب، بیروت 1419ھ اور احکام اہل الذمہ:3/ 1273
21 احکام اہل الذمہ:3/ 1274 اور اقتضاء الصراط المستقیم:ص368
22 ابو بکر خلال بغدادی نے اپنی کتاب أحکام أھل الملل میں عبد اللہ بن احمد بن حنبل کے طریق سے نمبر 1000 کے تحت اس کو روایت کیا ہے۔
23 حافظ علی بن احمد ابن حزم اندلسی، المحلی بالآثار:7/ 346، دار الفکر، بیروت، س ن... المحلی کے مقدمہ میں آپ لکھتے ہیں:لم نحتج إلا بخبر صحيح من رواية الثقات مسند.
24 حدیث اور تاریخ کے دوعلوم سے متعلق ہونے کی بنا پر دو جگہ پر اس کا ریکارڈ ہے: تاریخ تیمور نمبر 2252 اور حدیث 2218، مائیکرو فلم نمبر 48608
25 دیکھئے: جزء فیہ شروط امیر المؤمنین عمر بن الخطاب از نظام محمد صالح یعقوبی:ص12، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت 2001ء
26 یہ دونوں قیمتی رسالے دار البشائر الاسلامیہ، بیروت نے 2001ء اور 2006ء میں پوری تحقیق کے ساتھ شائع کر دیے ہیں۔
27 احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ،اقتضاء الصراط المستقيم:ص366، دار عالم الکتب، بیروت 1419ھ
28 احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، الصارم المسلول: ص 208، الحرس الوطني السعودي، الریاض س ن اور اقتضاء الصراط المستقیم: ص 364، رواه حرب بإسناد جيد... امام ابو بکر خلال کی تصنیف 'احکام اہل الملل' میں اس سلسلے کی بہت سی روایات ہیں۔
29 تقی الدین علی الکافی السبکی، فتاویٰ السبکی:2/ 399، دار المعارف، قاہرہ
30 حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی، مسند الفاروق:2/ 399، دار الفلاح مصر 2009ء
31 حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی، ارشاد الفقیہ:2/ 341، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت
32 أخرجه أبو دادود في سننه. (الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح از احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ) :ص308، دار العاصمہ، سعودی عرب 1999ء
33 احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، الصارم المسلول:ص208، 209، الحرس الوطنی السعودی، الریاض
34 احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ،الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح:ص304 تا 314، تحقیق و تعلیق: د. علی بن حسن بن ناصر، دار العاصمہ، سعودی عرب 1999ء
35 احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ،الجواب الصحيح لمن بدّل دين المسيح:1/ 312، دار العاصمہ، سعودی عرب 1999ء
36 احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ،اقتضاء الصراط المستقيم:ص368، دار عالم الکتب، بیروت 1419ھ
37 احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ:28/ 654، مجمع ملک فہد، مدینہ طیبہ، 1995ء
38 ابوعبد اللہ محمد بن ابو بکر ابن قیم جوزیہ،إعلام الموقعين:4/ 193، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1411ھ
39 احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ:28/ 658، مجمع ملک فہد، مدینہ طیبہ، 1995ء
40 ایضًا
41 ابوعبد اللہ محمد بن ابو بکر ابن قیم جوزیہ،إعلام الموقعين:1/ 144، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1411ھ
42 البدایۃ والنہایۃ از حافظ ابن کثیر:14/ 19...أحداث سنة 700 هـ
43 http://www.alhayat.com/article/869011 , dated: 10th Jan, 2019.
44 محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی،الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية:3/ 1027، دار الرایہ للنشر، 1418ھ
45 https://newspaper.annahar.com/article/114390-%D8%A7%D9%84%D8%B9%D9%87%D8%AF%D8%A9-

%D8%A7%D9%84%D8%B0%D9%85%D9%8A%D8%A9-%D8%A7%D9%84%D8%AC%D8%AF%D9%8A%D8%AF%D8%A9